OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.14 Issue 15 June 2024

ترکِ مداہنت والتباس: سیرت محمدیہ کے اصول و مظاہر

ABANDONING COMPROMISE AND AMBIGUITY: THE PRINCIPLES AND MANIFESTATIONS OF THE PROPHETIC LIFE

Ms. Riffat Sultana
Government Associate College, Kot Sultan, Layyah.

Dr. Yasir Arfat
Chairperson/Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Govt. College University, Faisalabad.

Abstract: In the blessed personality of the Prophet Muhammad ﷺ, all the qualities of determination found in the resolute prophets are gathered, and from the beginning to the end of his prophethood, He ﷺ made the abandonment of compromise (madhahnat) the central point of his mission. The dangers leading to compromise include the risk of destruction, the risk of dishonour, the risk of loss of wealth and resources, and the risk of the loss of relationships. Despite all these risks, the Prophet ﷺ remained steadfastly distant from compromise. The Prophet ﷺ said, 'I forbid you from the butter of polytheists,' rather than mentioning their gifts. This is because he ﷺ disliked any inclination towards them and compromise with them while they were at war. Despite the danger of destruction, the abandonment of compromise remains essential in Prophetic Seerah. Compromise (madhahnat) and ambiguity (iltibas) are two qualities that are deemed ethically undesirable by every religion and every nation in the world. The Prophet Muhammad ﷺ took a strong stance against falsehood and did not show any outwardly acceptable emotions or compromise. He did not engage in any political manoeuvres or display any leniency or affection towards the leaders of Quraysh. This is because matters of faith are established through clarity, explicitness, and clear expression. It is essential to avoid compromise and lowering one's stance in such matters.

Key Words: Compromise, falsehood, steadfast, leniency, Ambiguity, clear expression

مداہنت اور التباس دو ایسے اوصاف ہیں جن کو دنیا کا ہر مذہب اور دنیا کی ہر قوم اخلاقی اعتبار سے ناپسندیدہ قرار دیتی ہے۔ مداہنت اور التباس کی حقیقت کیا ہے۔ پہلے مرحلے میں اس کو لفظی و لغوی اعتبار سے جاننا ضروری ہے اور اس کے بعد اس کی اصطلاحی تعریف متعین کرنا علمی طور پر لازم ہے۔

مداہنت کا لسانی پس منظر

جمہرۃ اللغۃ میں ہے

وداهنتُ الرجل مداهنةً ودِهاناً، إذا واربته فأظهرت لَهُ خلافَ مَا تضمر والمدهَنة: المخادَعة وأدهنتُ إدهاناً، فَأَنا مُدْهِنٌ، إذا غششت[1]

داھنت الرجل مداھنۃ ودھانا کا مطلب ہے جب میں نے اسے دھوکا دیا۔ میں نے جو کچھ پوشیدہ ہے اس کے خلاف ظاہر کیا۔ المدھنۃ کا مطلب ہے المخادعۃ (خدع یعنی فریب) مدھن جب میں ملاوٹ کرنے والا یا چھپانے والا ہوں۔

تاج العروس میں ہے

الإِدْهانُ فِي الأَصْل جعلَ نحْو الأَدِيم مَدْهوناً بشيءٍ مَّا مِن الدّهْنِ، ولمَّا كانَ ذلِكَ مليناً لَهُ مَحْسوساً اسْتُعْمل فِي اللِّينِ المَعْنويّ على التَّجوُّزِ بِهِ فِي مُطلق اللِّين، أَو الاسْتِعارَةِ لَهُ، وَلذَا سُمِّيَت المُدارَةُ والمُلايَنَة مُداهَنَةٌ ثمَّ اشْتهرَ هَذَا المجازُ وصارَ حَقِيقَةً عُرْفِيَّةً، فتَجوزُ فِيهِ على التَّهاون بالشيءِ واسْتِحْقاره، لأنَّ المُتهاونَ بالأَمْرِ لَا يَتَصلَّبُ فِيهِ[2]

الادھان اصل میں جیسے لفظ الادیم ہے۔ یعنی کسی چیز کو چکنائی یا تیل سے چکنا کرنا۔ جب محسوس میں نظر آنے والی نرماہٹ یا چکناہٹ کے استعمال ہوتا تھا پھر اسی آگے بڑھ کر معنوی نرمی میں استعمال ہونے لگا۔ یا یہ کہ یہ استعارہ ہے۔ اس لیے خوشامد اور نرماہٹ کو مداہنت کہا جاتا ہے۔ پھر یہ مجازی معنی حقیقت عرفی بن گئی۔ اب کسی معاملے ہلکا اور حقیر سمجھ کر کرنا کیوں کہ ہلکا سمجھنے والا، اپنے اس معاملے میں مضبوط نہیں ہوتا۔

مداہنت کے لیے ریا، مکر، مداجاۃ، غبن اور منافقت کے الفاظ بھی مترادف کے طور پر درج کیے گئے ہیں لیکن مداہنت کا ایک جز ہو سکتے ہیں حقیقی مترادف نہیں ہیں۔[3]

لغوی اعتبار سے یہ ظاہر و باطن میں تضاد، کسی بات کے اظہار میں نرمی وغیرہ دکھانا ہے۔

مداہنت کے اصطلاحی معنی

امام الطبری کی عبارت سے درج ذیل تعریف اخذ کی جاسکتی ہے

المصالحة على شيء من معاصي الله والركون الى الذين ظلموا[4]

اللہ کی نافرمانیوں میں سے کسی معاملے پر مصالحت کر لینااور ظالموں کی طرف جھک جانا

تفسیر خازن میں ہے

أن تترك بعض ما أنت عليه مما لا يرضونه مصانعة لهم فيفعلوا مثل ذلك ويتركوا بعض ما لا ترضى به فتلين لهم ويلينون لك[5]

آپ مصالحت کے لیے اپنے اس موقف کو ترک دیں جس سے کفار راضی نہیں ہیں اور وہ بھی اسی طرح کریں اور اپنی بعض ایسی چیزیں چھوڑ دیں جس آپ راضی نہیں ہیں۔پس آپ ان کی خاطر نرم پڑ جائیں اور وہ تمھاری خاطر۔

تنویر المقباس میں ہے

تلين لَهُم فيلينون لَك وَيُقَال تطابقهم فيطابقونك[6]

آپ (اہل ایمان) ان کفار کے لیے نرم پڑ جائیں پس وہ آپ کے کی طرف مایل ہو جائیں۔ کہا گیا: آپ ان سے مطابقت و مفاہمت اختیار کر لیں وہ آپ سے کر لیں

اصطلاحی تعریفات سے مداہنت کے یہ معانی متعین ہوتے ہیں

۱۔ اہل کفر کے عقاید کی تردید میں نرمی برتنا تا کہ ان سے مصالحت رہے اور نقصان نہ ہو

۲۔ معاصی کی اشاعت کے وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بلاعذر گریز کرنا تاکہ کسی سے تعلقات میں اختلاف و بگاڑ پیدا نہ ہو

۳۔گناہوں کو اس مصلحت سے برداشت کرنا کہ کفار یا فساق کہیں دین والوں کو جھگڑالو اور فسادی نہ سمجھیں۔حالاں کہ حق کی خاطر مخالفت کرنا ضروری ہے۔

الالتباس کے لغوی معنی

التباس کے بارے میں تہذیب اللغۃ میں ہے

يُقَال للغَزْل إِذا الْتبس فَلم تقدر على تخليصه[7]

سوت یا دھاگے کے لیے بولا جاتا ہے التبس یعنی دھاگے الجھ گیے اور ان کو سلجھانا ممکن نہ رہا۔

المحکم والمحیط میں ہے

واللَّبْسُ واللَّبَسُ اختلاطُ الأمر لبَسَهُ علَيْهِ يَلْبِسُهُ لَبْساً فالْتَبَسَ وتلَبَّسَ بي الأَمْرُ اختلَطَ وتعلَّقَ--- إذا سأَلْتَه في أمْرٍ فلم يُبَيِّنْه لكَ وفي كَلامِهِ لَبُوسَةٌ ولُبُوسَةٌ أي أنه مُتَلَبِّس[8]

لبس اور لبّس، جب معاملہ گڈ مڈ ہو جائے۔ تلبس بی الامر کا معنی ہے معاملہ الجھ گیا اور لٹک گیا۔ جب آپ کسی سے کوئی بات پوچھیں اور وہ وضاحت نہ کر سکے تو یہ بھی تلبس والتباس ہے۔

التباس کے شرعی تناظر میں اصطلاحی معنی

قرآن کی روشنی میں امام طبری کی تصریحات سے یہ تعریف اخذ ہوتی ہے

اختلاط الحق بالباطل و كتمان الحق[9]

حق اور باطل کو ملا جلا دینا اور حق کو چھپا دینا

یہود کے تناظر میں التباس سے مراد

ولا تخلطوا الحق الذي أنزلت عليكم من صفة محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالباطل الذي تكتبونه بأيديكم من تغيير صفته وتبديل نعته[10]

اس حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ مت کرو جو میں (اللہ) نے تم پر نبی محمد ﷺ کی صفت کے بارے میں نازل کیا۔ یہ باطل تم خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہو تاکہ آپ ﷺ کی صفت اور شان کو تبدیل کر سکو۔

مفسرین کی تعبیرات سے التباس کے متعلق یہ نکات اخذ ہوتے ہیں

۱۔ حق و باطل کو واضح انداز میں ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے بیان کرنے کی بہ جائے اس طرح بیان کرنا کہ حق و باطل میں کوئی فرق نہ لگے۔

۲۔ یہودیت و نصرانیت اور کفر کی باتوں کو ملمع سازی کر کے اسلام کی صورت میں پیش کرنا

۳۔ جھوٹ کو اس کثرت سے پھیلانا کہ سچ کی بات دھندلا جائے

۴۔ گواہی کو اس طرح بیان کرنا کہ حق دار کو حق نہ مل سکے۔

ترکِ مداہنت اور سیرت نبویہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ میں تمام اولوا العزم انبیا کی صفاتِ عزیمت کا اجتماع ہوا اور آپ ﷺ نے ترکِ مداہنت کو ابتدائے نبوت سے انتہائے نبوت اپنی دعوت کا مرکزی نقطہ رکھا۔ مداہنت کی طرف لے جانے اسباب خطرۂ ہلاکت، خطرۂ توہین اور خطرۂ اضاعتِ مال و اسباب اور خطرۂ ضیاعِ تعلقات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اسباب کے باوجود مداہنت سے دور رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک اصولی حکم ارشاد فرمایا

قال صلى الله عليه وسلم: «إني نهيت عن زبد المشركين»ولم يقل عن هديتهم. لأنه إنما كره ملاينتهم ومداهنتهم إذا كانوا حربا له لأن الزّبد مشتقّ من الزّبد كما أن المداهنة مشتقّة من الدّهن فعاد المعنى إلى معنى اللين والملاينة ووجوب الجدّ في حربهم والمخاشنة[11]

نبی ﷺ نے فرمایا میں تمھیں منع کرتا ہوں مشرکین کے مکھن سے۔ یہاں ان کے ہدیے کا لفظ نہیں فرمایا۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے ان کی طرف میلان اور ان کے ساتھ مداہنت کو ناپسند فرمایا جب ان کے ساتھ جنگ تھی۔ زبد کا لفظ چکنائی سے ہے۔ جیسے مداہنت کا لفظ تیل سے مشتق ہے۔اس کے معنی بھی جھکاؤ کی طرف جاتے ہیں۔ حالاں کہ ان کے ساتھ جنگ میں تو مضبوطی اور سختی درکار ہے۔

خطرۂ ہلاکت کے باوجود ترکِ مداہنت

رسول اللہ ﷺ کو دعوتِ حق سے روکنے کے لیے مشرکین نے ایک وفد آپ کے چچا ابوطالب کے پاس بھیجا جو قبیلہ بنوہاشم کے سردار اور آپ کے کفیل و سرپرست تھے۔ان کو کہا گیا کہ یا اپنے بھتیجے کو روکیں یا سرپرستی سے پیچھے ہٹ جائیں۔ چچا نے آپ کو بلا کر آپ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا

يَا عَمُّ، وَاَللَّهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِينِي، وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى أَنْ أَتْرُكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظْهِرَهُ اللَّهُ، أَوْ أَهْلِكَ فِيهِ، مَا تَرَكْتُهُ[12]

اے چچا! اللہ یہ میرے دائیں ہاتھ پر لا کر سورج رکھ دیں اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر کہ میں اس دعوت کے کام کو چھوڑ دوں تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس کے لیے ہلاک ہو جاؤں، میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو مکی دعوتی زندگی میں کئی بار جان کے ختم ہوجانے کے مواقع پیش آئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی مداہنت اختیار نہیں کی۔ سیرت مصطفی ﷺ کا ایک واقعہ اس کی تائید میں نقل کیا جاتا ہے

فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ طَلَعَ (عَلَيْهِمْ) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَثَبُوا إلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ: أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، لِمَا كَانَ يَقُولُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ: أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ. قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ. قَالَ: فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَهُ، وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ: أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّي اللَّهُ؟ ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ[13]

مشرکین اسی گفتگو میں تھے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔انھوں یک جان ہو کر ان پر حملہ کر دیا۔ اور انھیں گھیر لیا۔ کہنے لگے: تم ایسے ایسے کہتے ہو۔یعنی ان کے معبودوں اور دین کو عیب لگاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے چادر کی رسی بنا کر آپ کو

کھینچ رہا۔ ابو بکرؓ اٹھے اور آپ ﷺ کی آڑ بن گئے آپ روتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ آپ سے دور گئے

توہین کے باوجود عدم مداہنت کا اسوہ

رسول اللہ ﷺ کو طائف میں مشرکین کی طرف سے توہینِ شدید کا سامنا ہوا۔ منقول ہے

وَأَغْرَوْا بِهِ سُفَهَاءَهُمْ وَعَبِيدَهُمْ يَسُبُّونَهُ وَيَصِيحُونَ بِهِ حَتَّى اجْتمع عَلَيْهِ النَّاس وألجأوه إِلَى حَائطٍ لِعَتَبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

انھوں نے آپ ﷺ کے پیچھے اپنے احمقوں اور غلام لڑکوں کو لگا دیا۔ وہ آپ ﷺ کو گالیاں دے رہے تھے اور آپ پر چیخ رہے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ آپ کے گرد گھیرا بنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کی دیوار کے نیچے پناہ لی۔

پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی جو اس توہین کے باوجود اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق میں اضافے کا ثبوت ہے۔

" اللَّهُمَّ إِلَيْك أَشْكُو ضعف قوتي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ، وَأَنْتَ رَبِّي، إِلَى مَنْ تَكِلُنِي، إِلَى بِعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي، أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي؟ ! إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي، وَلَكِنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي[14]

اے اللہ میں آپ سے اپنی قوت کی کمزوری اور لوگوں کی طرف سے اپنی توہین کی شکایت کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین۔ آپ کمزوروں کے رب ہیں۔ آپ میرے رب ہیں۔ آپ مجھے کس کے سپرد کریں گے؟ کسی ناشناسا کے سپرد جو مجھ پر حملہ کرے؟ یا دشمن کے سپرد کیا اسے آپ میرے معاملے کا مالک بنا دیں گے؟ آپ اگر مجھ پر غصہ نہیں ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن آپ کی طرف سے عافیت میرے لیے سامانِ وسعت ہے

قوتِ جنگ کی عدم موجودگی کے باجود ترکِ مداہنت

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے تمام غزوات و سرایا اسی حال میں لڑے گئے کہ مسلمانوں کی قوت کفار کے مقابلے میں معمولی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے مداہنت کے ترک کا اسوہ امت کے سامنے رکھا۔ غزوۂ بدر میں صرف ۳۱۳ صحابہ کرام کے ساتھ مشرکین کے ایک ہزار کے لشکر سے مبارزت عدمِ مداہنت کا کھلا ثبوت ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے موقعے پر چودہ سو صحابہ سے موت کی بیعت لی جب کہ اس وقت صحابہ غیر مسلح تھے کیوں کہ عمرے کی نیت سے آئے تھے۔

دنیا کی اس وقت بڑی بڑی طاقتوں کو خطوطِ دعوت بھیجے۔ بازنطینی سلطنت کے حکمران ہرکولیس اور سلطنت فارس کے حکمران خسرو پرویز کسریٰ کو خط بھیجا۔ یہ دونوں سلطنتیں آج کی اصطلاح کے مطابق سپر پاور تھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے کوئی خوف اور تامل کا مظاہرہ نہیں فرمایا۔ زواوی لکھتے ہیں

في قوله: «أسلم» ، وهذا الأمر من الرسول في غاية القوة؛ لأن فيه عدم مداهنة الكفار والتملق إليهم، ولو كانوا في موضع قوة، ويملكون ما لا نملك من العدد والعدة[15]

رسول اللہ ﷺ کے فرمان اسلم (اسلام قبول کرلو یا سر تسلیم خم کردو) اس میں رسول ﷺ کی طرف انتہائی قوت کا مظاہرہ ہے۔ کیوں کہ اس میں کفار کے معاملے میں عدم مداہنت ہے اور ان کی خوشامد سے دور رہنا ہے۔ اس میں ہمارے لیے اسوہ ہے۔ چاہے کفار قوت میں ہوں اور بے شک ہم تعداد اور تیاری میں ان جیسی طاقت نہ رکھتے ہوں

مال و منال اور اقتدار کی پیش کش کے باوجود عدم مداہنت

رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کا وفد عتبہ کی قیادت میں آیا اور مال، قیادت اور نکاح مرغوبہ کی پیش کش کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا

مَا بِي مَا تَقُولُونَ، مَا جِئْتُ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهِ أَطْلُبُ أَمْوَالَكُمْ، وَلَا الشَّرَفَ فِيكُمْ، وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ رَسُولًا، وَأَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أَكُونَ لَكُمْ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي، وَنَصَحْتُ لَكُمْ، فَإِنْ تَقْبَلُوا مِنِّي مَا جِئْتُكُمْ بِهِ، فَهُوَ حَظُّكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَإِنْ تَرُدُّوهُ عَلَيَّ أَصْبِرْ لِأَمْرِ اللَّهِ[16]

جو تم کہہ رہے ہو مجھے اس کی حاجت نہیں۔ میں تمھارے پاس اس لیے نہیں آیا کہ میں تمھارے مال تم سے طلب کروں اور نہ تمھارا شرف چھیننے آیا ہوں اور نہ تم پر حکومت چاہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تمھاری طرف رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔ مجھ پر اس نے کتاب نازل کی ہے۔ اور اس نے مجھے حکم دیا کہ تمھارے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنوں۔ میں نے تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچائے اور میں نے تمھیں نصیحت کی۔ اگر تم مجھ سے، جو میں لے کے آیا ہوں قبول کرلو تو یہ تمھاری دنیا وآخرت کی خوش نصیبی ہے۔ اور اگر تم رد کرتے ہو تو میں اللہ کے حکم آنے تک صبر کروں گا۔

علی محمد الصلابی لکھتے ہیں

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ موقفا حاسمًا في وجه الباطل دون مراوغة أو مداهنة, أو دخول في دهاء سياسي, أو محاولة وجود رابطة استعطاف أو استلطاف مع

زعماء قريش، لأن قضية العقيدة تقوم على الوضوح والصراحة والبيان بعيدة عن المداهنة والتنازل[17]

رسول اللہ ﷺ نے باطل کے مقابلے میں بڑا مضبوط موقف اختیار کیا اور کسی ظاہری قابل قبول جذبات اور مداہنت کا اظہار نہیں کیا۔آپ کسی سیاسی طریق میں نہیں گئے یا نہ آپ نے سرداران قریش کے ساتھ کسی لطف و کرم اور محبت و مودت کا ربط نہیں دکھایا۔ کیوں کہ عقیدے کا معاملہ وضاحت و صراحت اور بیان کے ساتھ قایم ہوتا ہے۔اس میں مداہنت اور موقف سے نیچے اتر آنے سے دور رہنا ضروری۔

سورۃ الکافرون کا نزول اور مداہنت کا رد

منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قریش کے سرداران میں سے ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، ابو جہل اور دیگر افراد آئے۔

قالوا: يا محمد، اتَّبع ديننا ونَتَّبع دينك، اعبُدْ آلهتنا سنة، ونعبد إلهك سنة.فقال: معاذ الله أن نشرك بالله شيئاً. ونزلت السورة في معنى البراءة من آلهتهم، ولذلك قال - صلى الله عليه وسلم -: مَنْ قرأها فقد برئ من الشرك.

وفي هذا المعنى الذي عرضت عليه قريش نزل قوله: (أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ)[18]

کہنے لگے اے محمد آپ ہمارے دین کی اتباع کریں ہم آپ کے دین کی پیروی کرتے ہیں۔آپ ہمارے معبودوں کی پرستش ایک سال کریں اور ہم ایک سال آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔

نبی ﷺ نے کہا: اللہ کی پناہ کہ ہم ذرہ برابر بھی شرک کریں۔ یہ سورت ان کے معبودوں سے برات کے لیے نازل ہوئی۔اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اس سورت کو پڑھا وہ شرک سے بری ہے۔اسی معنی میں یہ آیت بھی قریش کے لیے نازل ہوئی (اے جاہلو کیا تم اللہ کے علاوہ کی عبادت کا مجھے مشورہ دیتے ہو)

سیرت النبی ﷺ سے مداہنت کے متعلق کچھ اصول

ا۔ جن اہل کفر نے مسلمانوں نے ساتھ ظلم و عدوان کا معاملہ نہیں کیا اور ساتھ دیا ان کے ساتھ خیر خواہی اور حسنِ تعلق مداہنت نہیں اور نہ ہی دین کے خلاف ہے۔

لا يَنْهاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[19]

اللہ تعالیٰ تمھیں، ان کافروں جنھوں نے تمھارے ساتھ جنگ نہیں کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا، کے ساتھ حسنِ سلوک سے منع نہیں کرتا۔ ان کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

۲۔ برے آدمی کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا مداہنت نہیں

أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «ائْذَنُوا لَهُ، فَلَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ، أَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ» فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ قُلْتَ لَهُ الَّذِي قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ وَدَعَهُ، أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ»[20]

ایک شخص نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دو، یہ یقیناً اپنے قبیلے کا بُرا فرد ہے، یا فرمایا: قبیلے کا برا مرد ہے۔'' جب وہ شخص اندر آیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے اس کے بارے میں وہ فرمایا جو فرمایا تھا، پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رتبے کے اعتبار سے سب سے برا شخص وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی بدزبانی سے بچنے کے لیے دور رہیں یا اس کو چھوڑ دیں۔

اہلِ علم اس کی توضیح میں لکھتے ہیں

المداراة من أخلاق المؤمنين، وهي خفض الجناح للناس، ولين الكلمة، وترك الإغلاظ لهم في القول، وذلك من أقوى أسباب الألفة، وظن بعضهم أن المداراة هي المداهنة، فغلط، لأن المداراة مندوب إليها، والمداهنة محرمة، والفرق أن المداهنة من الدهان، وهو الذي يظهر على الشيء ويستر باطنه، وفسرها العلماء بأنها معاشرة الفاسق، وإظهار الرضى بما هو فيه من غير إنكار عليه، والمداراة: هي الرفق بالجاهل في التعليم[21]

مدارات، مومنین کے اخلاق میں سے ہے۔ وہ ہے لوگوں کے سامنے عاجزی سے رہنا۔ اور نرم بات کرنا اور گفتگو میں سختی کو ترک کر دینا۔ یہ محبت پیدا کرنے کے اسباب میں سب سے قوی طریقہ ہے۔ بعض لوگوں نے گمان کہ مدارات بھی مداہنت ہے۔ یہ درست نہیں۔ مدارات مستحب امر ہے جب کہ مداہنت حرام۔ فرق یہ ہے کہ مداہنت دھان (چکنائی) سے ہے وہ چیز کے ظاہر پر غالب آجاتی ہے اور اس کے باطن کو چھپا دیتی ہے۔ علمانے اس کی وضاحت یہ کی ہے کہ مداہنت فاسق کے ساتھ میل جول اختیار کرنا ہے۔ اس کے معاملات سے بلا انکار راضی رہنا ہے۔ جب کہ مدارات جاہل کے ساتھ تعلیم کی غرض نرمی برتنا ہے۔

واضح ہے ہوا کہ دیگر ادیان اور تہذیبوں کی ثقافت کو قبول کرنے میں مداہنت اختیار کرنا درست نہیں۔ غیر اقوام کا ایسا رہن سہن اختیار کرنا جو اپنی مذہبی شناخت ہی ختم کردے، کسی طرح بھی درست نہیں مانا جاسکتا۔ ایسے مواقع پر مداہنت اصل میں تہذیبی خاتمے کی طرف لے جاتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] ابن درید، محمد بن الحسن، ابو بکر، الازدی (المتوفی: ۳۲۱ھ)، جمہرۃ اللغۃ، تحقیق: رمزی منیر بعلبکی، دار العلم للملایین، بیروت، طبع اول، ۱۹۸۷ء، ج ۲، ص ۶۸۷

Ibn Durayd, Muhammad bin al-Hasan, Abu Bakr, al-Azdī (D: 321 H), Jumharat al-Lughah, Taḥqīq: Ramzī Munīr Ba‘lbakī, Dār al-‘Ilm li-l-Malāyīn, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1987 CE, Vol 2, P. 687

[2] الزبیدی، مرتضی، محمد بن محمد، ابوالفیض (المتوفی: ۱۲۰۵ھ)، تاج العروس من جواہر القاموس، تحقیق: مجموعہ من المحققین، دار الہدایۃ، بیروت، ج ۳۵، ص ۴۱

Al-Zubaydī, Murtaẓā, Muḥammad bin Muḥammad, Abū al-Fayḍ (D: 1205 H), Tāj al-‘Arūs min Jawāhir al-Qāmūs, Taḥqīq: Majmū‘ah min al-Muḥaqqiqīn, Dār al-Hidāyah, Bayrūt, Vol. 35, p. 41

[3] رینہارت پیتر آن دوزی (المتوفی: ۱۳۰۰ھ)، تکملۃ المعاجم العربیۃ، نقلہ الی العربیۃ وعلق علیہ: مُحمَّد سَلیم النعَیمی، وزارۃ الثقافۃ والإعلام، عراق، طبع اول، ۱۹۷۹۔۲۰۰۰ء، ج ۳، ص ۶۰؛ ج ۴، ص ۱۳

Reinhardt Peter An Dozy (D: 1300 H), Takmilat al-Mu‘ājim al-‘Arabiyyah, Naqluhu ilā al-‘Arabiyyah wa ‘allaq ‘alayh: Muḥammad Salīm al-Na‘īmī, Wizārat al-Thaqāfah wa al-I‘lām, ‘Irāq, Ṭaba‘ awwal, 1979–2000 CE, Vol 3, P 60; Vol. 4, P. 13

[4] الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر (المتوفی: ۳۱۰ھ)، جامع البیان فی تاویل القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ج ۱۵، ص ۵۰۱

Al-Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, Abū Ja‘far (D: 310 H), Jāmi‘ al-Bayān fī Ta’wīl al-Qur’ān, Taḥqīq: Aḥmad Muḥammad Shākir, Mū’assasat al-Risālah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1420 H / 2000 CE, Vol. 15, P. 501

[5] الخازن، علی بن محمد، علاء الدین (المتوفی: ۷۴۱ھ)، لباب التاویل فی معانی التنزیل، تحقیق: تصحیح محمد علی شاہین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ، ج ۴، ص ۳۲۵

Al-Khāzin, ‘Alī bin Muḥammad, ‘Alā’ al-Dīn (D: 741 H), Lubāb al-Ta’wīl fī Ma‘ānī al-Tanzīl, Taḥqīq: Taṣḥīḥ Muḥammad ‘Alī Shāhīn, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1415 H, Vol. 4, P 325

[6] عبد اللہ بن عباس (المتوفی: ۶۸ھ)، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، جامع: ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (المتوفی: ۸۱۷ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۴۸۱

‘Abd Allāh bin ‘Abbās (D: 68 H), Tanwīr al-Miqbās min Tafsīr Ibn ‘Abbās, Jāmi‘: Abū Ṭāhir Muḥammad bin Ya‘qūb al-Fayrūzābādī (al-mutawaffā: 817 H), Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, P 481

[7] ابن لازھری، محمد بن احمد، ابو منصور (المتوفی: ۳۷۰ھ)، تہذیب اللغۃ، تحقیق: محمد عوض مرعب، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۱ء، ج۲، ص ۴۹

Ibn Lāzahrī, Muḥammad bin Aḥmad, Abū Manṣūr (D: 370 H), Tahdhīb al-Lughah, Taḥqīq: Muḥammad ‘Awad Mur‘ib, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 2001 CE, Vol. 2, P 49

[8] ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، ابو الحسن، المرسی [المتوفی: ۴۵۸ھ]، المحکم والمحیط الاعظم، تحقیق: عبد الحمید ہنداوی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ج۸، ص ۵۱۱

Ibn Sīdah, ‘Alī bin Ismā‘īl, Abū al-Ḥasan, al-Murṣī [D: 458 H], al-Muḥkam wa al-Muḥīṭ al-A‘ẓam, Taḥqīq: ‘Abd al-Ḥamīd Hindāwī, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1421 H / 2000 CE, Vol 8, P 511

[9] تفسیر الطبری، ج۱، ص ۵۶۹ Tafsīr al-Ṭabarī, Vol. 1, P 569

[10] الواحدی، علی بن احمد، ابو الحسن (المتوفی: ۴۶۸ھ)، الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود، علی محمد معوض، احمد محمد صیرۃ، احمد عبد الغنی الجمل، الدکتور عبد الرحمٰن عویس، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ج۱، ص ۱۲۸

Al-Wāḥidī, ‘Alī bin Aḥmad, Abū al-Ḥasan (D: 468 H), al-Wasīṭ fī Tafsīr al-Qur’ān al-Majīd, Taḥqīq: ‘Ādil Aḥmad ‘Abd al-Mawjūd, ‘Alī Muḥammad Ma‘wadh, Aḥmad Muḥammad Ṣīrah, Aḥmad ‘Abd al-Ghanī al-Jammāl, al-Duktur ‘Abd al-Raḥmān ‘Awaīs, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1415 H / 1994 CE, Vol 1, P 128

[11] الشامی، محمد بن یوسف الصالحہ (المتوفی: ۹۴۲ھ)، سبل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود، علی محمد معوض، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ج۶، ص ۶۶

Al-Shāmī, Muḥammad bin Yūsuf al-Ṣāliḥī (D: 942 H), Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-‘Ibād, Taḥqīq: ‘Ādil Aḥmad ‘Abd al-Mawjūd, ‘Alī Muḥammad Ma‘wadh, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1414 H / 1993 CE, Vol. 6, P 66

[12] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، ابو محمد، جمال الدین (المتوفی: ۲۱۳ھ)، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفٰی السقا، ابراہیم الابیاری، عبد الحفیظ الشلبی، شرکۃ مکتبۃ مصطفٰی البابی الحلبی واولادہ، مصر، طبع دوم، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء، ج۱، ص ۲۶۶

Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik bin Hishām, Abū Muḥammad, Jamāl al-Dīn (D: 213 H), al-Sīrah al-Nabawiyyah, Taḥqīq: Muṣṭafā al-Suqā, Ibrāhīm al-Abīārī, ‘Abd al-Ḥafīẓ al-Shalabī, Sharikat Maktabat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduh, Miṣr, Ṭaba‘ dūm, 1375 H / 1955 CE, Vol 1, P 266

[13] البیہقی، احمد بن الحسین، ابو بکر (المتوفی: ۴۵۸ھ)، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۵ھ، ج۲، ص ۲۷۶

Al-Bayhaqī, Aḥmad bin al-Ḥusayn, Abū Bakr (D: 458 H), Dalā'il al-Nubuwwah wa Ma‘rifat Aḥwāl Ṣāḥib al-Sharī‘ah, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1405 H, Vol 2, Ṣ 276

[14] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء (المتوفی: ۷۷۴ھ)، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ عبد الواحد، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۵ھ /۱۹۷۶ء، ج۲، ص ۱۵۰

Ibn Kathīr, Ismā‘īl bin ‘Umar, Abū al-Fidā’ (D: 774 H), al-Sīrah al-Nabawiyyah, Taḥqīq: Muṣṭafā ‘Abd al-Wāḥid, Dār al-Ma‘ārif, Bayrūt, 1395 H / 1976 CE, Vol 2, P 150

[15] زواوی، احمد بن عبد الفتاح، شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دار القمۃ، الاسکندریۃ، س۔ن۔ ج۲، ص ۱۶۹

Zawāwī, Aḥmad bin ‘Abd al-Fattāḥ, Shamā’il al-Rasūl ṣallā Allāh ‘alayh wa ālih, Dār al-Qimmah, al-Iskandarīyah, ND., Vol 2, P 169

[16] السہیلی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ ابو القاسم (المتوفی: ۵۸۱ھ)، الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ، تحقیق: عمر عبد السلام السلامی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ج۳، ص ۶۳

Al-Suhaylī, ‘Abd al-Raḥmān bin ‘Abd Allāh, Abū al-Qāsim (D: 581 H), al-Rawḍ al-Anf fī Sharḥ al-Sīrah al-Nabawiyyah, Taḥqīq: ‘Umar ‘Abd al-Salām al-Salāmī, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1421 H / 2000 CE, Vol 3, P 63

[17] الصلابی، علی محمد محمد، السیرۃ النبویۃ- عرضُ وقائع وَتحلیل احداَث، دار المعرفۃ، بیروت، طبع ہفتم، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، ص ۱۷۳

al-Ṣalābī, ‘Alī Muḥammad Muḥammad, al-Sīrah al-Nabawiyyah - ‘Arḍ wa Waqā’i‘ wa Taḥlīl Aḥdāth, Dār al-Ma‘ārifah, Bayrūt, Ṭaba‘ haftum, 1429 H / 2008 CE, P 173

[18] السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدین (المتوفی: ۹۱۱ھ)، معترک الاقران فی اعجاز القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ج۳، ص ۴۴۶

Al-Suyūṭī, ‘Abd al-Raḥmān bin Abī Bakr, Jalāl al-Dīn (D: 911 H), Mu‘taraq al-Aqrān fī I‘jāz al-Qur’ān, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1408 H / 1988 CE, Vol.3, P 446

[19] الممتحنہ۔ ۸

[20] مسلم بن الحجاج، ابو الحسن، النیسابوری (المتوفی: ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج۴، ص ۲۰۰۲، رقم حدیث: ۲۵۹۱، بَابُ مُدَارَاةِ مَنْ يُتَّقَى فُحْشُهُ

Muslim bin al-Ḥajjāj, Abū al-Ḥasan, al-Nīsābūrī (al-mutawaffā: 261 H), Ṣaḥīḥ Muslim, Taḥqīq: Muḥammad Fu’ād ‘Abd al-Bāqī, Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, Bayrūt, Vol. 4, P 2002, Riwayat 2591, Bāb Mudārāt Man Yuttaqā Fuhshuhu

[21] ابن حبان، محمد بن حبان (المتوفی: ۵۳۴ھ)، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، ترتیب: علاء الدین علی بن بلبان الفارسی (المتوفی: ۷۳۹ھ)، تحقیق: شعیب الارنؤوط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ج۲، ص ۲۱۸

Ibn Ḥibbān, Muḥammad bin Ḥibbān D: 534 H), al-Iḥsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān, Tartīb: ‘Alā’ al-Dīn ‘Alī bin Bilbān al-Fārsī (al-mutawaffā: 739 H), Taḥqīq: Shu‘ayb al-Arnawūṭ, Mū’assasat al-Risālah, Bayrūt, Ṭaba‘ awwal, 1408 H / 1988 CE, Vol. 2, P 218